حج تربیت نفوس وتہذیب اخلاق کا بہترین ذریعہ

مولانا انیس احمد آزاد قاسمی بلگرامی

اردو زبان میں لفظ حج کا ترجمہ ''قصد کرنا'' ''ارادہ کرنا'' ہے یعنی حج کے جملہ اعمال میں حاجی کے دل کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے ارادوں کا بنیادی دخل ہوتا ہے۔ اس لئے اس پورے سفر میں ارادوں کی تطہیر اور عزائم کا تزکیہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں فرضیت حج کی شرائط بیان کرتے ہوئے ارادوں کی تطہیر اور نفوس کی تربیت کے لئے نہایت بلیغ انداز میں ارشاد الٰہی ہے:

''ولله على النّاس حج البيت من السطاع اليه سبيلا ''

''جن لوگوں کے پاس بیت اللہ تک پہونچنے کی استطاعت، ہو ان کے ذمے خالص اللہ کی رضا کے لئے حج بیت اللہ کرنا فرض ہے۔''

اس آیت میں وللہ کا جملہ بے پناہ اہمیت کا حامل ہے، نفوس کے تزکیہ اور ارادوں کی تطہیر کے لئے اس آیت میں رب کائنات نے جونسخۂ کیمیا عطا کیا ہے، وہ وللہ کا جملہ ہے، یعنی حج بیت اللہ کے عنوان سے ادا کیا جانے والا ہر عمل ارادی طور پر خالص اللہ رب العلمین ہی کے لئے ہونا چاہئے اور نام ونمود کی طلب، شہرت کے جذبے اور عجب وتکبر جیسی کریمہ صفات اور مذموم احساسات سے خود کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

جب کوئی شخص حج بیت اللہ کے ارادہ سے عازم سفر ہوتا ہے تو قانون الٰہی کی پاسداری اور طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا بے پناہ جذبہ پیدا کرنے کے لئے اسلام نے اس کو کچھ ایسے اعمال اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے جس سے اطاعت واتباع ایک جنون کی حد تک ظاہر ہوجائے۔

اہل دنیا کچھ بھی کہیں، ان کی سوچ کوئی بھی جہت اختیار کرے، مسلمان قصد حج میں ہر خوف لمومۃ لائم سے بے نیاز ہوکر احکام الٰہی کی پابندی اور طریقۂ رسولؐ کی پاسداری کے پختہ ارادوں کے ساتھ زیب وزینت کے لباس کو اتار کر صرف دو سفید چادروں میں خود کو لپیٹ لیتا ہے، ایک چادر تہہ بند کی جگہ اور دوسری چادر بدن کے اوپری حصہ پر ڈال لیتا ہے، سر کھلا ہوا، بال بکھرے ہوئے، زبان سے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک۔

کی پر کیف صدائیں بلند کرتے ہوئے وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوجاتا ہے۔ وہ بیت اللہ کے اطراف میں دیوانہ وار چکر لگالگا کر اپنا سوزدروں رب کعبہ کی بارگاہ کے اطراف میں پیش کرتا ہے۔ سابقہ زندگی کے جرائم کے احساس سے اس کی آنکھیں ہی نم نہیں ہوتیں بلکہ قلبی اعتراف کے نتیجہ میں اس کا رویاں رویاں معافی کا خواستگار بن جاتا ہے اور کبھی شدت احساس کے نتیجہ میں چیخیں تک نکل جاتی ہیں۔

جستجوئے کرم اور طلب عفو کے جذبہ سے سرشار حاجی کبھی طواف کرتا ہے تو کبھی مقام ابراہیم پر نمازیں ادا کرتا ہے، کبھی غذا وشفا کے حصول کے لئے آب زمزم پی کر اپنے جذبہ کی تسکین کا سامان حاصل کرتا ہے، کبھی صفاومروہ کے درمیان سعی کرتے کرتے میلین اخضرین کے درمیان کو کچھ تیز رفتاری سے عبور کرکے اب سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے حضرت ہاجرہؑ کے عمل کی یاد تازہ کرلیتا ہے، کبھی منیٰ میں، تو کبھی عرفات میں، کبھی مزدلفہ میں تو کبھی رمی جمرات میں مصروف، کبھی دم تمتع اور دم قرآن پیش کرنے کے لئے لن ینال اللّٰہ لحو مھا ولا دمئھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم کی روشنی میں خصوص وللّٰہیت کے جذبوں سے سرشار ہوجاتا ہے۔

اس سفر کے دوران اگر حاجی سے کوئی الجھے تو وہ اپنی مسکراہٹوں سے مخاطب کے الجھاؤ کو ختم کردیتا ہے، اگر اسے کوئی تکلیف پہونچائے تو صبر اس کا شیوہ بن جاتا ہے، اگر اسے کوئی راحت پہونچائے تو وہ اس کے سامنے شکر کے گلدستے اس حسین انداز میں پیش کرتا ہے کہ محسن فرط مسرت سے جھوم اٹھتا ہے، شہوت انگیز گفتگو سے پرہیز، فسق وفجور سے اجتناب اور لڑائی جھگڑے سے احتراز کرتے ہوئے فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولافسوق ولاجدال فی الحج کی عملی تفسیر بن جاتا ہے۔

اس کے نتیجہ میں وہ حاجی بخاری شریف میں موجود اس حدیث مبارک کا حقیقی مصداق بن جاتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ کے حوالہ سے ان الفاظ میں منقول ہے عن ابی ھریرہ قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ، (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ میں نے نبیؐ سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے حج کرے پھر اس میں فحش اور برائی کی باتیں نہ کرے اور کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوتو وہ گناہ ہوں سے ایسا پاک ہوکر واپس آئے گا، جس طرح پیدائش کے دن وہ گناہوں سے پاک تھا۔

حاجی اپنے سفر حج کے دوران تزکیہ نفوس اور تہذیب اخلاق کے مدارج طے کرتے ہوئے اس بام عروج تک پہونچ جاتا ہے کہ رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے اسے یہ بشارت مل جاتی ہے:

عن ابی هریره عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم انه قال الحجاج والعمار وفد اللّٰہ ان دعوه اجابهم وان استغفروه غفرلهم (ابن ماجه)

یعنی حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے قافلے کے لوگ ہیں اگر وہ اللہ سے کوئی دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک کے لوگ ایک لباس، ایک ورد کے ساتھ بغیر تفریق رنگ ونسل اور بلا امتیاز مراتب منیٰ ،عرفات اور مزدلفہ میں حاضری دے کر اتحاد عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں آفاق گیری کا جذبہ ان کے دلوں میں کروٹیں لینے لگتا ہے۔ اسلامی نظام سے انس اور باطل اقتدار سے نفرت ہونے لگتی ہے۔، عدل کے قیام اور ظلم کے خاتمہ کے لئے ارادوں کو مہمیز لگ جاتی ہے، آنکھوں کو نور، دل کو سرور، اخلاق کی تہذیب اور نفوس کا تزکیہ اور نہ جانے کتنی صفات حسنہ حج مبرور کے نتیجہ میں حاصل ہوجاتی ہیں۔

مفسر فطرت حضرت اقبالؔ علیہ الرحمہ بڑے کام کی بات کہہ گئے:

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو انداز آفاقی